عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

مولانا طاہر عمر

دنیا میں نیک و بد، اچھے و برے دونوں طرح کے لوگ ہوتے ہیں، اگر اچھے لوگوں کو ان کے اعمال صالحہ کی جزا اور برے لوگوں کو ان کی بداعمالیوں کی سزا نہ دی جائے تو برے اور اچھے دونوں برابر ہو جائیں اور اچھائی و برائی میں کوئی امتیاز باقی نہ رہے اور دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ انسان کو اپنی زندگی میں فکر و عمل سے چارہ نہیں ہے، لیکن عملی زندگی کے دو پہلو ہیں: ایک وہ جس پر چل کر ہم اللہ تعالیٰ کو خوش کر سکتے ہیں اور دنیا و آخرت کی زندگی کو خوش گوار اور آرام دہ زندگی بنا سکتے ہیں۔

دوسرا پہلو وہ ہے جس پر عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا اور ہماری دنیوی و اخروی زندگی غم و اندوہ اور عذاب و عقاب والی زندگی بن جائے گی۔ علامہ اقبال نے اس بات کو کیا خوب کہا ہے:

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

عملی زندگی کے ان ہی دو پہلوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قرآن مجید میں اس طرح بیان فرمایا ہے:

ان سعیکم لشتی ☆ فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی فسنیسرہ للیسری ☆ واما من بخل واستغنی و کذب بالحسنی ☆ فسنیسرہ للعسری ☆ (سورۃ اللیل، پارہ ۳۰)

یعنی تمہارے اعمال مختلف ہیں اس لئے ان کے ثمرات بھی مختلف ہیں۔ پس جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیا اور اللہ سے ڈرتا رہا اور اچھی بات کو سچ جانا تو اس کو آہستہ آہستہ راحت کا سامان دے دیں گے۔ یعنی نیک اعمال ان کے لئے آسان ہو جائیں گے اور وہ ان کے واسطے سے جنت میں داخل ہوگا جہاں راحت ہی راحت ہے، اور جس نے اللہ کی راہ میں مال دینے سے بخل کیا اور اللہ سے ڈرنے کی بجائے بے پرواہی کی اور اچھی بات کو جھٹلایا تو ہم اس کو آہستہ آہستہ تکلیف کے سامان دے دیں گے یعنی وہ شخص بداعمال ہو جائے گا اور ان بداعمال کے واسطے سے دوزخ میں داخل ہوگا

جہاں تکلیف ہی تکلیف ہے۔

انگریزوں کی مسلسل غلامی، ہندوؤں کی متواتر صحبت اور مادیت کے تابڑتوڑ حملوں، سرمایہ داریت کی مہلک یلغار اور اندازِ فکر کی حقارت انگیز بے لگامی نے دیگر اسلامی اصطلاحات کی طرح سعی وعمل کے معنی ومفہوم کو یک سر بدل دیا ہے۔ اب ہر شخص اسی فکر میں لگا ہوا ہے کہ وہ کون سا ایسا طریقہ اور راستہ اپنائے جس پر چل کر وہ نکما بھی رہ سکے اور دولت مند بھی بن جائے۔

ان لیس للانسان الاماسعی ☆ (سورۃ النجم پارہ ۲۷) کہ انسان کے لئے وہی کچھ ہے، جس کے لئے وہ کوشش کرے گا۔

اسی طرح حدیث مبارک ہے:

ما اکل احد طعا ماقط خیرامن ان یاکل من عمل یدیہ وان نبی اللہ داود علیہ السلام کان یا کل من عمل یدیہ (بخاری ج ۲ ص ۷۳۰) کوئی آدمی کوئی کھانا بہتر نہیں کھاتا بہ نسبت اس کے کہ وہ اپنے ہاتھوں کی کمائی سے کھائے اور داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کی کمائی سے کھاتے تھے۔

جس قوم کے دانشور اور علماء اپنے ہاتھ میں سودا سلف کا تھیلا اٹھانا کسرِ شان تصور کریں، امراء گاڑیوں کے دروازے بند کرنے کے لئے اپنے ساتھ خدام رکھیں، بادشاہ جلوس کے بغیر چلنا محال سمجھیں، وزراء کی فلاحی تدبیریں ایئر کنڈیشنڈ کمروں کے بغیر نہ ہوسکیں، افسران وکلرک دفاتر میں رشوت کو مٹھائی کا نام دے کر وصول کریں، انتظامیہ اور عدلیہ کے معزز ارکان قومی مسائل حل کرنے کی بجائے ہوائی اڈوں پر آنے جانے والوں کو خوش آمدید کہنے میں مصروف رہیں، اساتذہ کرام بچوں کو پڑھانے کی بجائے اسٹاف روم میں گپ شپ میں وقت گزارنے کو ترجیح دیں، حکماء وڈاکٹرز حضرات جذبۂ خدمت کی بجائے نوٹوں پر نظر رکھیں، قوم کے محافظ قوم کی جیبیں خالی کرنے کے چکر میں رہیں، صحافی وکالم نگار حقیقت بیان کرنے کی بجائے چاپلوسی کریں، وکلاء سچ بولنے کی بجائے جھوٹ کو ثابت کرنے پر دلائل پیش کریں، دوکاندار وگاہک جوابازوں کی طرح ایک دوسرے پر داؤ لگائیں، مزدور طبقہ محنت ومشقت کی بجائے پیشاب گاہوں اور دیگر مخفی مقامات پر آجاکر وقت گزارے، طلباء کے ہاتھوں میں کاغذ وقلم کی بجائے سگریٹ کی ڈبی یا گیند بلا نظر آئے، نوجوان تلوار وبندوق کو چھوڑ کر گلے میں زنجیر، ہونٹوں پہ سرخی، اور رخساروں پر کریم لگا کر جہادی ترانوں کی بجائے عشقیہ گیت گائیں، عورتیں لیلیٰ اور مرد مجنوں ہونے کی فکر میں ہوں تو بتائیں اسلامی انقلاب کہاں سے آئے گا؟

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود   یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

میری قوم کے دردمند نوجوانو! خوشحالی اور ترقی، خیر اور بھلائی، خوشی ومسرت، امن وسلامتی، عروج وارتقاء کے لئے اسلام اور ایمان کی محض اصطلاحیں کافی نہیں، چند دن سڑکوں پر نکل کر نعرے لگانے اور جلسے جلوس سے انقلاب نہیں آیا

کرتے، اس عظیم مقصد کی تکمیل ایک مسلسل اور مربوط عمل ہی سے ممکن ہے اور یہ عمل ہی ہوتا ہے جسے دیکھ کر اللہ رب العزت کسی قوم کے باقی رکھنے یا فنا کرنے کا فیصلہ صادر فرماتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وان تتولوا یستبدل قوما غیر کم ثم لا یکونوا امثالکم ☆ (سورۃ محمد پارہ ۲۶) ''اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرماں برداری سے روگردانی کرو گے تو وہ (اللہ) تمہاری جگہ دوسری قوم کو لے آئے گا جو تم جیسے نہ ہوں گے۔''

جہاں تک اعمال صالحہ کا تعلق ہے تو یہ کوئی ایسی بات نہیں جو سمجھ نہ آسکے، قرآن مجید نے ہر عبادت اور ہر فرمان کے ساتھ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جو حکم دیا ہے تو یہ بذاتِ خود اس معاملہ کا قطعی حل ہے، اور عمل صالح وہی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے عین مطابق ہو۔

وہی سمجھا جائے گا شیدائے جمال مصطفیٰ　　　جس کا حال حال مصطفیٰ ہو اور قال قال مصطفیٰ

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ انسان کہے کہ جی مجھے محبت تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور طریقے فرنگیوں کے پسند ہیں۔

ایں خیال است ومحال است وجنوں

گویا ہمیں اپنا مستقبل سنوارنے کے لئے بدعات وخرافات کی راہوں سے بچ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار وعمل سے اکتساب فیض کرنا ہوگا بصورت دیگر علم ہوگا تو روحانیت نہیں ہوگی، روحانیت ہوگی تو سیاست نظر نہیں آئے گی، سیاست نظر آئے گی تو زہد وتقویٰ کا نام ونشان نہ ہوگا، زہد وتقویٰ ہوگا تو معاشی تنگ ودو ندارد، کسب معاش ہوگا تو حرارتِ ایمانی عنقاء ہوگی۔

الغرض مکمل نتائج کے حصول کیلئے ایسی سعی وعمل درکار ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے عین مطابق ہو۔ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں، ہمارے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرنا فلاح دارین کا باعث ہے۔

حدیث مبارک ہے:

کل امتی یدخلون الجنۃ الا من ابیٰ . قیل :ومن ابی؟ قال :من اطاعنی دخل الجنۃ، ومن عصانی فقد ابی .(مشکوٰۃ باب الاعتصام ص ۲۷)

''میری ساری کی ساری امت جنت میں داخل ہوگی سوائے انکار کرنے والوں کے، پوچھا گیا: اور انکار کرنے والے کون ہیں؟ فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی وہ انکار کرنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سے بچائے اور کامل اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆